

3214- قرآن کریم میں آیات و سورتوں کی ترتیب

سوال

قرآن مجید میں سورتوں کی ترتیب نزول کے اعتبار سے کیوں نہیں؟

پسندیدہ جواب

قرآن مجید کی آیات و سورتوں کی ترتیب پر بہت سی نصوص اور اجماع ایک معلوم و مشہور معاملہ ہے، اس پر اجماع نقل کرنے والوں میں کی ایک علماء شامل ہیں جن میں زرکشی نے برہان میں اور ابو جعفر نے بھی نقل کیا ہے، جس کی عبارت کچھ اس طرح ہے:

قرآن مجید میں سورتوں کی ترتیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توفیقی اور ان کے حکم سے ہیں جس میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ انتہی۔

اسکے متعلق نصوص میں سے کچھ یہ ہیں:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آپ کو کس نے اس پر اجازت کہ سورۃ انفال جو کہ سو سے کم آیات اور سورۃ البراءۃ جو سو سے زیادہ آیات پر مشتمل ہے کے آپس میں ملا دیا اور ان کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی نہیں لکھی اور انہیں سات لمبی سورتوں میں رکھا ہے۔

تو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ نازل ہوتی تھی، جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی آپ کا تبوں کو طلب کر کے کہتے کہ یہ آیات فلاں سورۃ جس میں کچھ مذکور ہے میں لکھ دو۔

سورۃ انفال مدینہ میں نازل ہونے والی ابتدائی سورتوں میں سے ہے اور سورۃ البراءۃ نزول کے اعتبار سے آخری سورتوں میں سے ہے اس کا مضمون سورۃ انفال سے ملتا جلتا ہے تو یہ گمان کریا گیا کہ یہ بھی اس کا ایک حصہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو اس کے متعلق بیان نہیں کیا کہ یہ بھی اس کا ایک حصہ ہے لہذا میں نے ان دونوں کو ملا دیا اور ان کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی اور اسے سبع الطوال (سات لمبی سورتوں میں رکھا۔

اسے امام احمد اور ابو داؤد اور امام ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم روایت کیا ہے، امام حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس میں موافقت کی ہے دیکھیں
المستدرک (320/2)

اور امام احمد نے مسند (218/4) میں حسن کی سند سے عثمان بن ابی العاص سے بیان کیا:

عثمان بن ابی العاص بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے نظریں اٹھائیں اور پھر سیدھی کر لیں کہ حتیٰ کہ قریب تھا کہ زمین کے ساتھ ملا دیں، پھر نظریں اٹھا کر فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور حکم دیا کہ میں یہ آیت اس سورۃ میں فلاں جگہ پر رکھوں ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يُظْهِمُ لَكُمْ مَذَكْرُونَ﴾۔ بیشک اللہ تعالیٰ عدل و احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا اور فحاشی اور برائی اور بغاوت سے روکتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ مسند احمد (218/4)

(-

ابن ملیکہ کہتے ہیں کہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا سورۃ البقرۃ میں جو یہ آیت ہے ﴿وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَنكُم مِّنْ ذُرِّيَّتِهِمْ لِيَتَّبِعُوا﴾ اس فرمان تک ﴿غَيْرِ اِخْرَاجٍ﴾ کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے آپ نے اسے کیوں نہیں لکھا تو وہ کہنے لگے بھتیجے اس رہنے دو میں نے کسی بھی چیز کو اس کی جگہ سے تبدیل نہیں کیا۔

صحیح بخاری حدیث نمبر (4536)۔

عمر رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ کلام کے بارہ میں سوال کیا حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ میں انگلی مار کر کہا کیا تمہیں سورۃ النساء کی آخری آیت الصیف کافی نہیں۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (1617)

اسی طرح سورۃ البقرۃ کی آخری آیات کے متعلق بھی نصوص وارد ہیں۔

ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے سورۃ الکھف کی پہلی دس آیات حفظ کیں وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

اور ایک روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں جس نے سورۃ الکھف کی آخری دس آیات پڑھیں۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (809)۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کی موجودگی میں مختلف سورتوں کا پڑھنا بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ ان سورتوں میں آیات کی ترتیب توقیفی ہے، اور صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ترتیب کے خلاف مرتب نہیں کر سکتے تو یہ تو اتر تک جا پہنچتا ہے۔

قاضی ابو بکر نے "الانتصار" میں کہا ہے کہ :

آیات کی ترتیب کا معاملہ واجب اور حکم لازم ہے اس لئے کہ جبریل علیہ السلام فرماتے کہ یہ آیت فلاں جگہ پر رکھو۔

اور قاضی ابو بکر کا یہ بھی قول ہے کہ : ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ :

اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ مکمل قرآن مجید اس کے رسم کو ثابت رکھنے کا حکم دیا اور منسوخ نہیں کیا اور نہ ہی نزول کے بعد اس کی تلاوت کو منسوخ کیا ہے، یہ وہی ہے جو مصحف عثمان کے دو گتوں کے درمیان پایا جاتا ہے اور اس میں کسی بھی قسم کی کمی زیادتی نہیں، اور اس کی ترتیب و نظم اسی طرح ثابت ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ترتیب دیا اس میں کوئی بھی سورۃ ایک دوسری سے مقدم و موخر نہیں کی گئی، اور یہ کہ امت نے سورتوں کی ترتیب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ضبط کی ہے جس طرح کہ اس کی تلاوت و قرآت ثابت ہیں۔۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے شرح السنہ میں کچھ اس طرح رقمطراز ہیں :

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو قرآن مجید اسی ترتیب پر پڑھاتے اور سکھاتے تھے جو کہ آج مصاحف میں موجود ہے اور جبریل علیہ السلام انہیں نزول کے وقت انہیں بتاتے کہ یہ آیت فلاں سورۃ میں فلاں جگہ پر لکھی جائے، تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کی سعی و کوشش قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کرنے کی تھی نہ کہ اس کی ترتیب میں اس لئے کہ قرآن کریم اسی ترتیب کے ساتھ لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے بالجمہ اسے آسمان دنیا پر نازل فرمایا، پھر اس کے بعد بوقت ضرورت قرآن کریم کا نزول ہوتا رہا اور ترتیب نزول تلاوت کی ترتیب کے علاوہ ہے۔

تو کیا سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے یا کہ صحابہ کرام کا اجتہاد؟ اس مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے، جمہور دوسرے قول کے قائل ہیں جن میں امام مالک اور قاضی ابو بکر کا ایک قول ہے۔
ابن فارس کا قول ہے کہ:

قرآن کریم کے جمع کی دو قسمیں ہیں ایک سورتوں کی تالیف مثلاً سبع طوال سورتوں کی تقدیم کے بعد سو آیات والی سورتوں کا لانا، تو صحابہ کرام نے یہ کام کیا۔

اور دوسری قسم آیات کو سورتوں میں جمع کرنا، یہ قسم توقیفی ہے جس میں کسی کا بھی دخل نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل علیہ السلام کے کہنے کے مطابق اس کی ترتیب دی۔

تو اس سے ہی سورتوں کی ترتیب میں سلف کے اختلاف پر استدلال کر کے بعض نے سورتوں کی ترتیب نزول کے اعتبار سے کی جس طرح کہ مصف علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے جس کی پہلی سورۃ اقرآء پھر مدثر پھر نون پھر مزمل اور اسی طرح دوسری سورتیں، اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصحف میں پہلی سورۃ البقرۃ پھر النساء پھر آل عمران، اور اسی طرح مصحف ابی بھی اختلاف شدید کے ساتھ۔

اور کرمانی کا "البرہان" میں یہ قول ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کے ہاں لوح محفوظ میں سورتوں کی ترتیب اسی طرح ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جبریل علیہ السلام کے ساتھ ہر سال جتنا بھی جمع ہو چکا ہوتا اسے اسی ترتیب سے دور کیا کرتے تھے، جس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اس میں انہوں نے جبریل علیہ السلام کے ساتھ دو مرتبہ دور کیا، نزول کے اعتبار سے آخری آیت ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ﴾ نازل ہوئی تو جبریل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ یہ آیت ربا (سود) اور دین (قرض) کے درمیان لکھیں۔

اور "برہان" میں زرکشی کا قول اس طرح منقول ہے:

دونوں فریقوں میں لفظی اختلاف ہے اس لیے کہ دوسرے قول کے قائلین یہ کہتے ہیں کہ ان کی طرف اس کا اشارہ کیا گیا ہے تاکہ اس کے اسباب نزول اور کلمات کے مقامات ان کے علم میں لائے جاسکیں۔

اور اسی لیے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ: انہوں نے قرآن مجید جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اسی طرح جمع کیا اور سورتوں کی ترتیب میں انکا اجتہاد تھا تو اس میں اختلاف یہ ہے کہ کیا یہ توقیفی قولی ہے یا کہ صرف اسناد فعلی سے متعلق ہے جس میں انکے لیے سد برو تفکر کی گنجائش پائی جاتی ہے۔

اور امام بیہقی "الداخل" میں کچھ اس طرح رقمطراز ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قرآن کریم میں انفال اور برآء کے علاوہ باقی سورتوں اور آیات کی ترتیب اسی طرح ہی تھی جیسا کہ حدیث عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ گذر چکی ہے۔

اور ابن عطیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ:

بہت ساری سورتوں کی ترتیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی معروف تھی مثلاً سبع الطوال (سات لمبی سورتیں)، اور وہ سورتیں جن کے شروع میں حم آتا ہے، اور سورۃ المفصل اور ہوسکتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کے علاوہ باقی سورتوں کا معاملہ امت کے سپرد کر دیا گیا ہو۔ ابو جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ:

آثار ابن عطیہ کے بیان سے زیادہ شاہد ہیں اور باقی بہت ہی کم چیز بچتی ہے جس میں اختلاف ہو سکتا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (زہراوین پڑھا کرو جو کہ آل عمران اور البقرہ ہیں) صحیح مسلم (804)۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سورۃ بنی اسرائیل، اور الکہف، مریم، طہ، الانبیاء، یہ پہلی اور قدیم سورتوں میں سے ہیں۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (4739)۔

اور ابو جعفر الخاس کہتے ہیں کہ مختاربات یہ ہے کہ سورتوں کی یہ ترتیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی اسی طرح ہے جیسا کہ حدیث واثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ (سبع الطوال تورات کی جگہ پر دی گئی ہیں) وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلالت ہے کہ قرآن کریم کا جمع کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مانوڑ ہے۔

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کچھ اس طرح رقمطراز ہیں :

سورتوں کی ایک دوسروں یا اکثر پر ترتیب اس کے توقیفی ہونے میں مانع نہیں، ان کا کنا ہے کہ اس کی ترتیب توقیفی ہونے پر مندرجہ ذیل حدیث دلالت کرتی ہے :

اوس بن حدیثہ رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی تو ان سے سوال کیا کہ آپ قرآن مجید کی تقسیم کیسے کیا کرتے تھے، انہوں نے جواب دیا ہم چھ اور پانچ اور سات اور نو اور گیارہ اور تیرہ سورتوں میں تقسیم کرتے تھے اور سورۃ ق سے قرآن کریم کے آخر تک حزب مفصل میں تقسیم کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سورتوں کی ترتیب پر دلالت کرتا ہے (وہی ترتیب آج مصاحف میں پائی جاتی ہے) اور اس کا احتمال ہے کہ خاص کر اس وقت حزب المفصل باقی دوسری سورتوں کے خلاف مرتب تھا۔

دیکھیں: الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی (1/62-65)

واللہ تعالیٰ اعلم۔